يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ [33:47]

اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال برباد نہ کرو۔

نوافل کی جماعت مکروہ ہے

تداعی یعنی اعلان واشتہار اور اہتمام کے ساتھ نوافل با جماعت ادا کرنا مکروہ ہے

ترتیب وتحقیق:

علامہ محمد شہزاد مجددی

دارالاخلاص (مرکز تحقیق اسلامی) 49-ریلوے روڈ لاہور

حمد رب ذوالجلال

یاالٰہی بیکسوں کا آسرا تو ہی تو ہے
سربلندی کی حدوں کا منتہا تو ہی تو ہے

تیرے حسن خلق کا مظہر ہیں یہ شمس و قمر
جس کی ہر تخلیق ٹھہری دلربا تو ہی تو ہے

میرے دل کے وسوسے بھی تجھ سے پوشیدہ نہیں
مجھ سے بڑھ کر ہے جسے میرا پتا تو ہی تو ہے

تیری جانب ہے توجہ جسم و جان و روح کی
میرے مولا! مرجع حرف دعا تو ہی تو ہے

تیرے اوصاف ومحاسن کا بیاں ممکن نہیں
میری ہر حمد وثنا سے ماورا تو ہی تو ہے

بن گیا شہزاد تیرے لطف سے عبدالنبی
جس کے بندے ہیں نبی وہ ذوالعلا تو ہی تو ہے

شہزاد مجددی

یا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا أَطِیعُوا اللّٰهَ وَأَطِیعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ

(محمد:۳۳)

اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال برباد نہ کرو۔

نوافل کی جماعت مکروہ ہے

تداعی یعنی اعلان و اشتہار اور اہتمام کے ساتھ نوافل باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے

ترتیب وتحقیق: علامہ محمد شہزاد مجددی سیفی

ناشر: دارالاخلاص ۔ ۴۹ ریلوے روڈ لاہور

باسمہ تعالیٰ

عنوان: نوافل کی جماعت مکروہ ہے

مؤلف: حضرت علامہ محمد شہزاد مجددی سیفی

صفحات: ۴۸

تاریخ اشاعت: (ایڈیشن اول) رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ/نومبر ۲۰۰۱ء

(ایڈیشن دوم) رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ/ستمبر ۲۰۰۸ء

معاون طباعت: سولو پرنٹرز رائل پارک لاہور

کمپوزنگ: الامین کمپوزرز، اردو بازار، لاہور

فون: 0333-4885358

تعداد: ۱۱۰۰

ہدیہ: -/۳۰ روپے

ناشر

دار الاخلاص (مرکز تحقیق اسلامی)

گلی نمبر ۱۹، ۴۹۔ ریلوے روڈ نزد چوک برف خانہ، لاہور

فون: 042-7234068

E-mail: msmujaddidi@hotmail.com

پیش گفتار

”نوافل کی جماعت کا مسئلہ“

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نحمدہ و نصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین

قرآن پاک میں جہاں اعمال صالحہ کو بجالانے کا حکم آیا ہے وہاں ان اعمال کو ضائع اور برباد کرنے کی ممانعت بھی فرمائی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اے اہل ایمان! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد مت کرو۔“ (سورۃ محمد: ۳۳)

اعمال صالحہ میں نماز کو خصوصی اہمیت حاصل ہے اور اسے دین کے ارکان خمسہ میں سے دوسرا اہم رکن قرار دیا گیا ہے چنانچہ اسے قائم کرنے کا حکم دیا گیا اور پھر اس کی حفاظت پر زور دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

حَافِظُوْا عَلَی الصَّلٰوات .... الخ (البقرۃ: ۲۳۸)

نمازوں کی حفاظت کرو۔

دوسری جگہ فرمایا:

وَالَّذِیْنَ عَلٰی صَلَاتِہِمْ یُحَافِظُوْنَ اولٰئک فِیْ جنّٰتٍ مُّکْرَمُوْنَ.

(المعارج:۳۴-۳۵)

ترجمہ: اور جو لوگ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں وہی جنت میں عزت پائیں گے۔

سورۃ الماعون میں ارشاد ہے:

فَوَیلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِہِمْ سَاھُوْنَ. الَّذِیْنَ ھُمْ یُرَاءُ وْنَ

ہلاکت ہے ایسے نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں، جو ریا کاری کرتے ہیں۔

نماز حصول فلاح کا بہترین ذریعہ ہے اور قرآن نے ایسے نمازیوں کی نشان دہی فرمادی ہے جو اپنی نماز کے ذریعے کامیابی اور نجات حاصل کر لیتے ہیں۔

فرمایا:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ o اَلَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِہِمْ خٰشِعُوْنَ (المومنون:۱-۲)

ترجمہ: تحقیق مراد کو پہنچے وہ مومن جو اپنی نمازوں میں گڑگڑاتے ہیں۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَلْخَاشِعُوْنَ بَالْقُلُوْبِ وَالسَّاکِنُوْنَ بَالْجَوَارِحِ

یعنی باطنی طور پر ڈرنے والے اور ظاہری طور پر ساکن رہنے والے جن کے دل اللہ کی خشیت و ہیبت سے لرزتے ہیں لیکن ظاہری اعضاء ساکن و جامد رہتے ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا ارشاد گرامی ہے:

صلوا کما رایتمونی اُصلّی   نماز ایسے پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔ ایک مسلمان امتی کے لئے بہترین اسوۂ حسنہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہی کے اقوال و افعال کی پیروی میں ہے۔ چنانچہ جملہ کتب حدیث و سیرت میں موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرائض کے علاوہ اپنی تمام نمازیں اپنے کاشانہ اقدس میں ادا فرمایا کرتے تھے۔

''منیۃ المصلی'' میں ہے:

کان النبی ﷺ یصلی جمیع السنن والوتر فی بیتہ

ترجمہ: نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم اپنی تمام سنتیں، نوافل اور وتر اپنے گھر میں ادا فرمایا کرتے تھے۔

غور طلب بات ہے کہ باوجود مسجد نبوی شریف کے متصل حجرۂ مبارکہ ہونے کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد اور دیگر نفلی نمازیں گھر میں ادا فرمایا کرتے تھے اور اس کا حکم بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ مشہور حدیث ہے:

صَلُّوْا فِیْ بُیُوْتِکُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْھَا قُبُوْرًا

اپنے گھروں میں (نفلی) نمازیں پڑھا کرو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ۔

ایسے ہی نفلی نماز گھر میں پڑھنے کو اپنی مسجد نبوی سے بھی زیادہ باعث اجر و ثواب قرار دیا ہے۔

صَلٰوۃُ الْمَرْءِ فِیْ بَیْتِہٖ افضل " مِنْ مَسْجِدِیْ ھٰذا اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃ

بندے کا نفلی نماز اپنے گھر میں ادا کرنا میری اس مسجد نبوی میں پڑھنے سے بھی زیادہ افضل ہے۔

لہٰذا فقہاء اسلام نے نوافل کی روح اور بنیاد اخفاء و پوشیدگی کو قرار دیا
ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

''نوافل کو تنہائی اور پوشیدگی میں ادا کرنے کی اہمیت و فضیلت بتانے کے
لئے حضور علیہ السلام نے بطور مبالغہ یوں ارشاد فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی مسجد میں ایک نماز پڑھنا ایک ہزار نماز کے برابر ہے جو اس کے علاوہ دیگر مساجد
میں ادا کی جائیں۔ علاوہ مسجد الحرام کے، اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ نوافل کی
مشروعیت چونکہ قرب الٰہی کے حصول اور اظہار اخلاص وللہیت کے لئے ہے لہٰذا
مناسب یہ ہے کہ ان میں نمائش کا پہلو نہ ہو اور لوگوں کی نظر سے چھپ کر ادا کیے
جائیں اور فرائض کی بنیاد فروغ دین اور شعائر اسلامی کے اظہار پر ہے لہٰذا ضروری
ہے کہ انہیں علی الاعلان ادا کیا جائے۔'' (مشکوٰۃ، ص ۱۱۵)

یہ ارشاد چونکہ تراویح کی چند شب ادائیگی کے موقع پر فرمایا گیا تھا، اس
لئے بعض صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ مجتہدین کے نزدیک تراویح کی نماز بھی گھر میں
پوشیدہ ادا کرنا افضل ہے۔ البتہ ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور جمہور ائمہ
کے نزدیک فضیلت باجماعت تراویح مسجد میں ادا کرنے میں ہی ہے۔

(اشعۃ اللمعات۔ حصہ اول، ص: ۵۴۶)

اگر یہ طے ہے کہ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کا نام ہے اور
یقیناً ایسا ہی ہے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے صلوٰۃ التسبیح باجماعت پڑھنا یا
اس کا حکم دینا کبھی ثابت نہیں ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انفرادیت اور تنہائی
کو نفلی نماز کی روح قرار دیا ہے اور یہ بات مستقل طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

اپنے عمل، اسوۂ صحابہ اور سلف صالحین سے ثابت ہے۔

ہمارے فقہاء احناف نے چار سے زیادہ افراد کے اجتماع پر مشتمل نفل نماز
کی جماعت کو تداعی قرار دیتے ہوئے اسے مکروہ کہا ہے۔

اور یہ بات محتاج وضاحت نہیں کہ نوافل میں اعلان و اشتہار اور تداعی یعنی
ایک دوسرے کو دعوت دے کر بلانا اور بتانا کہ فلاں جگہ نفل نماز (تسبیح وغیرہ) باجماعت
ہوگی اس کی ایک بنیادی علت ہے۔

''نوافل گھروں کی نماز''

شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نوافل کو گھروں میں پڑھی جانے والی نماز
قرار دیا ہے۔ سنن ابی داؤد، ترمذی اور نسائی میں کعب بن عجرہ اور رافع بن خدیج
رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے قبیلہ بنوعبدالاشہل
کی مسجد میں نماز مغرب ادا فرمائی تو لوگوں کو فرائض کے بعد بقیہ نماز پڑھتے دیکھ کر
فرمایا: ''هٰذِهِ صَلَاةُ الْبُيُوتِ'' یہ گھروں کی نماز ہے۔ (ابوداؤد: رقم: ۱۱۰۶)

جبکہ ترمذی اور نسائی کی روایت میں ہے:

علیکم بهذه الصلاة في البيوت (ترمذی: الجمعۃ: رقم: ۵۴۹)

تم پر یہ نماز گھروں میں ادا کرنا لازم ہے۔ (نسائی: قیام اللیل: ۱۵۸۲)

سنن ابن ماجہ میں رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی الفاظ یوں ہیں:

ارکعوا هاتين الركعتين في البيوت (ابن ماجہ: اقامۃ الصلاۃ: رقم: ۱۱۵)

ترجمہ: ان دو رکعتوں کو گھروں میں ادا کیا کرو۔

"اپنے گھروں کو منور کرو"

مسند احمد اور ابن ماجہ میں روایت ہے:

صَلوٰةُ الرَّجُلِ فِیْ بَیْتِہٖ (تَطَوُّعًا) نُوْرٌ "فَنَوِّرُوْا بُیُوْتَکُمْ"

(احمد: رقم:۸۲ مسند العشرۃ، ابن ماجہ: رقم: ۱۳۶۵)

آدمی کا نفل نماز گھر میں ادا کرنا نور ہے تو اپنے گھروں کو (نفل نماز کے ساتھ) روشن کرو۔

مذکور بالا احادیث اور ارشادات نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد اگرچہ مزید بحث کی گنجائش نہیں رہتی کہ ایک امتی کو نوافل ادا کرنے کے لئے کیا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے۔ کیا اپنی مرضی اور معاشرتی رسوم کی تقلید کرنی چاہیے یا اپنے آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم اور فرمان کی اتباع کر کے فلاح دارین کا مستحق بننا چاہیے؟

مزید فقہی حوالہ جات

کچھ سال پہلے راقم نے بعض بزرگ علماء اور احباب کی فرمائش پر ایک مختصر رسالہ بعنوان "نوافل کی جماعت مکروہ ہے" ترتیب دیا اور اسے شائع کروا کر تقسیم بھی کیا تھا۔ بعض اہل علم نے اسے سراہا، بعض نے خاموش داد سے نوازا اور کچھ نے خفیہ تنقید بھی فرمائی۔ بعض احباب نے کچھ سوالات بھی اٹھائے جن کے جوابات شامل متن کر دیئے گئے ہیں۔ باقی ماندہ معروضات پیش نظر تحریر کی صورت میں حاضر ہیں۔

فقہاء احناف اور بعض مالکیہ نے نفل نماز کے لئے اجتماع و اہتمام اور دعوت و اشتہار وغیرہ کو (تراویح کے علاوہ) مکروہ قرار دیا ہے۔ بطور تائید مزید چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں:

۱- فقہ حنفی کی اہم اور معتبر ترین کتاب "المحیط البرہانی" میں علامہ برہان الدین (محمود بن احمد بن الصدر شہید) علیہ الرحمہ فرض نماز کی جماعت ثانی اور تکرار کے حوالے سے لکھتے ہیں:

انما یکرہ علیٰ سبیل التداعی والاجتماع (۱۴/۲)

یعنی ایسی صورت میں بھی تداعی اور اجتماع مکروہ ہے۔ چند لوگ اگر مسجد کے کونے میں ادا کر لیں تو تو درست ہے۔

مزید لکھتے ہیں:

ولا یصلی تطوع بجماعۃ الا قیام رمضان (۱۵۱/۲)

ترجمہ: سوائے تراویح کے نوافل با جماعت ادا نہ کرے۔

با جماعت نفلی نماز علانیہ (تداعی کے ساتھ) اگر ایک امام اور ایک مقتدی ہو تو مکروہ نہیں، اور اگر ایک کے پیچھے تین پڑھیں تو اس میں علماء کا اختلاف ہے، بعض نے کہا مکروہ ہے اور بعض نے کہا مکروہ نہیں ہے اور جب ایک امام کے پیچھے چار مقتدی ہوں تو بلا اختلاف مکروہ ہے۔ (۱۹۷/۲)

۲- "تحفۃ الملوک" (فی فقہ مذہب الامام ابی حنیفۃ النعمان) میں امام محمد بن ابی بکر الرازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

یکرہ التطوع بجماعۃ الا التراویح.......... الخ (ص ۶)

ترجمہ: نوافل کی جماعت سوائے تراویح کے مکروہ ہے۔

۳- کنز الدقائق کی شرح ''البحر الرائق'' میں ہے:

ان التطوع بالجماعة اذا كان علىٰ سبيل التداعى يكره (۳۸۲/۳)

ترجمہ: تداعی کے ساتھ نفل کی جماعت مکروہ ہے۔

شمس الائمہ الحلوانی نے کہا ہے ''اگر امام کے علاوہ تین مقتدی ہوں تو بالاتفاق مکروہ نہیں اور چار میں مشائخ کا اختلاف ہے جبکہ درست ترین قول یہ ہے کہ مکروہ ہے۔

۴- مراقی الفلاح میں بھی شمس الائمہ کا مذکورہ بالا قول نقل کرنے کے بعد علامہ شرنبلالی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

والجماعة فى النفل فى غير التراويح مكروهة (۱۶۳/۱)

تراویح کے علاوہ نفل نماز میں جماعت مکروہ ہے۔

حتی کہ رمضان کے علاوہ (مستقل طور پر) وتر کی جماعت بھی نہیں کرنی چاہیے۔ (ایضا: حوالہ مذکورہ)

۵- فتاویٰ الولوالجیہ میں الامام ظہیر الدین الولوالجی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''لأن الاصل فى النفل ألا يصلى فى جماعة تدعى الناس الى اقامتها..... الخ (۱۲۱/۱)

ترجمہ: نفل نماز میں اصل یہ ہے کہ ایسی جماعت کے ساتھ ادا نہ کی جائے جس کے قائم کرنے کے لئے لوگوں کو دعوت دی گئی ہو۔

مزید فرماتے ہیں:

''الا ما ورد به الأثر'' سوائے ان نمازوں (تراویح، کسوف، استسقاء) کے جن کے بارے میں کوئی روایت آئی ہے۔

۶- کنز الدقائق کی شرح ''رمز الحقائق'' (مع حواشی) میں لکھا ہے:

''ويكره ان يصلى تطوع بجماعة خارج رمضان لو على سبيل التداعى بان يقتدى اربعة بواحد'' (۴۸/۱ طبع سکھر)

ترجمہ: اور رمضان کے علاوہ بطریق تداعی نوافل کی نماز با جماعت ادا کرنا مکروہ ہے اور (تداعی یہ ہے) کہ ایک امام کے پیچھے چار مقتدی ہوں۔

۷- علامہ شرنبلالی، نور الایضاح کے حاشیہ ''الوشاح'' میں لکھتے ہیں:

وبغير رمضان يكره ان يصلى جماعة علىٰ سبيل التداعى'' (۷۸ طبع دمشق)

ترجمہ: اور رمضان (تراویح) کے علاوہ دعوت و اعلان کے ساتھ (وتر) کی جماعت بھی مکروہ ہے۔

۸- الاشباہ والنظائر کی شرح ''غمز عیون البصائر'' (الفن الثانی، کتاب الصلاۃ) میں ہے:

''لان اداء النفل بجماعة علىٰ سبيل التداعى مكروه

ترجمہ: کیونکہ یقیناً نوافل کی جماعت تداعی کے ساتھ مکروہ ہے۔

۹- دُرر الحکام شرح غرر الأحکام'' (کتاب الصلاۃ) میں ہے:

ان التطوع بالجماعة انما يكره اذا كان علىٰ سبيل التداعى .... الخ (باب الوتر والنوافل)

ترجمہ: یقیناً نوافل کی جماعت اگر دعوت واشتہار کے ساتھ (بالاہتمام) ہو تو مکروہ ہے۔

۱۰- علامہ عبدالرحمٰن الجزیری "کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ" میں حنفیہ کا مذہب یوں لکھتے ہیں:

"نماز جمعہ اور عیدین کی صحت کے لئے جماعت شرط ہے اور نماز تراویح اور جنازہ میں سنت کفایہ ہے۔

وتکون مکروهة فی صلوٰة النوافل مطلقاً (۱/۳۳۰)

اور نفل نماز میں جماعت مطلقاً مکروہ ہے۔

علامہ الجزیری نے اس کتاب میں چاروں ائمہ کے مذہب پر مبنی اقوال جمع کر دیئے ہیں۔نوافل کی جماعت کے حوالے سے مالکیہ کا مذہب انہوں نے اس طرح نقل کیا ہے:

اما باقی النوافل فان صلاتها جماعة تارة یکون مکروها وتارة یکون جائزاً، فیکون مکروها اذا اصلیت بالمساجد او صلیت بجماعة کثیرین او کانت بمکان تردد النّاس علیه. وتکون جائزة اذا کانت بجماعة قلیلة ووقعت فی المنزل ونحوه فی الامکنة التی لا یتردد علیها الناس (ایضاً۔حوالہ مذکورہ بالا)

ترجمہ: باقی رہے دوسرے نوافل تو ان کی جماعت کبھی مکروہ ہوتی ہے اور کبھی جائز، جب مساجد میں ادا کی جائے یا کثیر تعداد میں لوگوں کے ساتھ با جماعت ادا کی جائے یا پھر کسی ایسی جگہ ادا کی جائے جہاں لوگوں کا عام طور پر آنا جانا ہو تو اس

صورت میں مکروہ ہے اور اگر چند لوگوں کے ساتھ گھر کے اندر ہو یا کسی ایسے مقام پر ہو جہاں لوگوں کی عام آمدورفت نہ ہو تو جائز ہے۔

۱۱- "الموسوعة الفقهية" میں ہے:

ونصّ الحنيفة علىٰ كراهة الجماعة فى التطوع اذا كان علىٰ سبيل التداعى،بأن يقتدى اربعة بواحد (حرف القاف: قیام)

ترجمہ: اور احناف نے نوافل کی جماعت کو بطریق تداعی مکروہ قرار دیا ہے یہ کہ چار مقتدی ایک امام کے ساتھ ہوں۔

حلب (شام) کی فاضلہ الحاجہ نجاح الحلبی اپنی کتاب "فقہ العبادات علی مذہب الحنفی" میں لکھتی ہیں:

"مكروهة فى غير وتر رمضان و فى سائر صلوات التطوع و فى صلاة الخسوف و لجماعة النساء بواحدة منهن اذا كانت علىٰ سبيل التداعى بأن اقتدى بالامام اكثر من ثلاثة"

ترجمہ: رمضان کے وتروں کے علاوہ تمام ترنفلی نمازوں، اور صلاۃ خسوف (گرہن) اور عورتوں کی جماعت کہ ان میں سے ایک ان کی امام ہو، مکروہ ہے جبکہ یہ بطریق تداعی (دعوت واہتمام کے ساتھ) ہو یعنی یوں کہ تین سے زیادہ افراد ایک امام کے پیچھے کھڑے ہوں۔

آخری گذارش

شریعت اسلامیہ اور فقہ حنفی کے مزاج شناس اہل علم کی خدمت میں گزارش ہے کہ امت مسلمہ کی خیر خواہی اور اصلاح کے جذبے سے سرشار ہو کر انہیں دین کی روح سمجھائیں اور بتائیں کہ جماعت و اذان فرائض کے لئے ہے اور نفل کی بنیاد فرض پر ہے اگر فرض نماز قائم نہ کی تو نفلی شب بیداریاں کس کام کی ہیں؟ مجدد دین و محققین ائمہ اس مرض کی تشخیص صدیوں پہلے فرما چکے ہیں کہ ساری رات نوافل پڑھ کر فجر کی جماعت میں حاضر نہ ہونا کس درجے کا سنگین باطنی مرض ہے۔

خدارا! نفل کو نفل اور فرض کو فرض رہنے دیجئے کیونکہ قرب نوافل تو کمال فرائض کے ساتھ مشروط ہے۔ بقول حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ:

فرائض کو سنن و مستحبات کی رعائت کے ساتھ ادا کرنا ہزار ہا نوافل پڑھنے سے بہتر ہے۔

وَمَا علیٰ الاَّ البلاغ

محمد شہزاد مجددی

دار الاخلاص، ۱۴۹ ریلوے روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ اَعْلَمَ الْخَلْقِ وَیَعْلَمُ مَالَانَعْلَمُ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ ذَوِی الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ۔ اما بعد!

حقیقی تعریف کے لائق وہی ذات بزرگ و برتر ہے، جس نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ پہلے نہیں جانتا تھا اور درود و سلام نبی کریم ﷺ پر جو مخلوق میں سب سے زیادہ علم والے ہیں اور آپ وہ سب کچھ جانتے ہیں جو ہمیں معلوم نہیں اور آپ کے آل و اصحاب پر جو صاحبانِ جود و کرم ہیں۔

قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (الحشر آیت: ۷)

جو کچھ یہ رسول ﷺ تمہیں دیں لے لو اور جس سے منع کردیں اسے چھوڑ دو۔

ایک مسلمان کیلئے عبادات و احکام اور مسائل و معاملات میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال و اعمال ہی بہترین نمونۂ عمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو وہی عمل بطور عبادت پسند ہے جو اس کے محبوب کریم ﷺ کے طریقہ مبارکہ کے مطابق اور تابع ہو اور ایسا عمل ہی قبولیت کے لائق ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ ۝ (البقرۃ: ۳۱)

(اے محبوب) کہہ دیجئے! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ (بھی) تمہیں دوست رکھے گا۔

اسی طرح قرآن حکیم میں اعمال کو ضائع کرنے سے منع کیا گیا ہے، یعنی عبادات اور نیک اعمال کو ناپسندیدہ اور ممنوع طریقے سے ادا کر کے انہیں برباد نہیں کرنا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضور علیہ السلام کی سنت کے مطابق اور تابع رہتے ہوئے امور بندگی کو بجالانا چاہیے۔

رب تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ٥ (محمد:۳۳)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ٥

(متفق علیہ مشکوۃ، ص:۲۷)

جس نے ہمارے دین میں ایسی نئی بات نکالی جو اس میں سے نہ ہو وہ چیز مردود ہے۔

عبادت اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کے احکام پر عمل پیرا ہونے کا نام ہے، حضور علیہ السلام کی سنت کو چھوڑ کر اپنی من مانی اختیار کرنا ہی وہ ناپسندیدہ عمل ہے جسے "بدعت" کہتے ہیں۔

آج کل اکثر مساجد میں نفل نمازوں کا باجماعت اہتمام پورے زور و شور سے کیا جانا بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ شب معراج، شب برأت اور لیلۃ القدر جیسی خاص راتوں میں، "صلوٰۃ التسبیح" جیسی اہم انفرادی نماز کو اعلانات و اشتہارات کے ذریعے لوگوں کو بلا بلا کر باجماعت ادا کیا جاتا ہے۔ حالانکہ فقہائے کرام نے نوافل کی جماعت اور اس کے

لیے اعلان و اشتہار بازی کو "مکروہ تحریمی" قرار دیا ہے۔ بغیر دعوت و اعلان کے دو یا تین شخص امام کے ساتھ اگر نوافل باجماعت پڑھ لیں تو جائز ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے کبھی تعلیم کے لیے اور کبھی تبرکاً ایسی نماز نفل کسی صحابی کے گھر میں ادا فرمائی ہے۔

جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

ان جَدَّتَهٗ مُلَیْكَةَ رضی الله عنها دعت رسول الله ﷺ بطعام صَنَعَتْهُ فاكل منه، ثم قال: قوموا فاصلی لكم، قال انس بن مالك رضی الله عنه: فقمت الى حصیرٍ لنا قد اسوَدَّ من طول ما لبس فنضحته بماءٍ فقام علیه رسول الله ﷺ وصففت انا والیتیم وراءه والعجوز من ورائنا فصلی لنا رسول الله ﷺ ركعتین ثم ـــ انصرف۔ (صحیح مسلم: الجلد الاول، ص:۲۳۴)

ان کی دادی حضرت ملیکہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کی کھانا پکا کر دعوت کی، کھانا کھانے کے بعد آپ نے فرمایا: چلو میں تم کو نماز پڑھاؤں، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں ایک چٹائی لے کر آیا جو کثرت استعمال کی وجہ سے سیاہ ہو چکی تھی، میں نے اس کو پانی سے دھویا، پھر اس چٹائی پر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور میں اور (ایک) یتیم آپ کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہوئے اور بڑھیا (ام سلیم رضی اللہ عنہا) ہمارے پیچھے تھی رسول اللہ ﷺ ہم کو دو رکعت نماز پڑھانے کے بعد تشریف لے گئے۔

امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: اس یتیم لڑکے کا نام ضمیر بن سعد الحمیری تھا اور بڑھیا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیم تھیں۔

صحیح بخاری و مسلم کی دیگر احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بعض

اوقات فرض نماز کی جماعت بھی گھر میں کروائی ہے۔

اسی طرح تنہا یا باجماعت (دو یا تین مقتدیوں کے ساتھ) نوافل بھی آپ ﷺ نے گھر ہی میں ادا فرمائے ہیں۔

حدیث پاک میں نوافل اور سنتیں گھر میں ادا کرنے کا حکم آیا ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما، عن النبی ﷺ، قال: صَلُّوْا فی بُیُوْتِکُمْ وَلَاتَتَّخِذُوْهَاقُبُوْرًا۔ (صحیح مسلم، جلد:۱، ص:۲۶۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اپنے گھروں میں (نفل) نماز پڑھو اور ان کو قبرستان نہ بناؤ۔

سنن مؤکدہ، غیر موکدہ اور نوافل گھر میں پڑھنا سنت بھی ہے اور باعث اجر و ثواب بھی، نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

فصلوا أيها الناس فی بُیُوْتِکُمْ فان افضل الصلوة صلوة المرء فی بَیْتِہٖ اِلَّا المَکْتُوْبَة۔ (صحیح بخاری جلد:۱، ص:۱۰۱، مطبع کراچی)

اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو۔ بے شک آدمی کی بہترین نماز وہ ہے جسے وہ اپنے گھر میں ادا کرے، سوائے فرائض کے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

عن زید بن ثابت قال: قال رسول اللہ ﷺ: صلوۃُ المرء فی بَیْتِہٖ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِہٖ فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذا اِلَّا الْمَکْتُوْبَة۔

(رواہ ابوداؤد والترمذی مشکوۃ، ص:۱۱۵)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بندے کے لئے (نفل) نماز اپنے گھر میں ادا کرنا میری اس مسجد میں ادا کرنے

سے بھی افضل ہے، سوائے فرائض کے۔

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

نوافل کو تنہائی اور پوشیدگی میں ادا کرنے کی اہمیت و فضیلت بتانے کے لیے حضور علیہ السلام نے بطور مبالغہ یوں ارشاد فرمایا ہے، اور آنحضرت ﷺ کی مسجد میں ایک نماز پڑھنا ایک ہزار نماز کے برابر ہے جو اس کے علاوہ دیگر مساجد میں ادا کی جائیں علاوہ مسجد الحرام کے، اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ نوافل کی مشروعیت چونکہ قرب الٰہی کے حصول اور اظہار اخلاص وللّٰہیت کے لیے ہے لہذا مناسب یہ ہے کہ ان میں نمائش کا پہلو نہ ہو اور لوگوں کی نظر سے چھپ کر ادا کیے جائیں اور فرائض کی بنیاد فروغ دین اور شعائر اسلامی کے اظہار پر ہے لہذا ضروری ہے کہ انہیں علی الاعلان ادا کیا جائے۔ (مشکوۃ، ص:۱۱۵)

یہ ارشاد چونکہ تراویح کی چند شب ادائیگی کے موقع پر فرمایا گیا تھا، اس لیے بعض صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ مجتہدین کے نزدیک تراویح کی نماز بھی گھر میں پوشیدہ ادا کرنا افضل ہے۔ البتہ ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور جمہور ائمہ کے نزدیک فضیلت باجماعت تراویح مسجد میں ادا کرنے میں ہی ہے۔

(اشعة اللمعات۔ حصہ اول، ص:۵۴۲)

مسئلہ: ایسے ہی یہ بات بھی لائق توجہ ہے کہ جن لوگوں کی سابقہ فرض نمازیں قضا ہو چکی ہیں ان کا نوافل میں مشغول ہونا درست نہیں۔ ایسے حضرات کو چاہیے کہ پہلے اپنی پچھلی فرض نمازیں ادا کریں، پھر نفلی نمازیں پڑھیں، کیونکہ فقہاء کرام فرماتے ہیں:

نفل بغیر فرض کے دھوکہ ہے، اس کے قبول کی امید تو مفقود ہے جبکہ فرض کے ترک کا عذاب گردن پر موجود ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اے عزیز! فرض خاص سلطانی قرض ہے اور نفل گویا تحفہ و نذرانہ۔ قرض ادا نہ کیا جائے اور اوپر اوپر سے بیکار تحفے بھیجے جائیں، تو کیا وہ قابل قبول ہونگے؟ خصوصاً اس شہنشاہ غنی کی بارگاہ میں جو تمام جہانیان سے بے نیاز ہے۔

مزید نقل کرتے ہیں:

جب خلیفۂ رسول اللہ ﷺ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نزع کا وقت ہوا تو آپ نے امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا: اے عمر! اللہ سے ڈرنا اور جان لو کہ اللہ کے کچھ کام دن میں ہیں کہ انہیں رات میں کرو تو قبول نہ فرمائے گا اور کچھ کام رات میں ہیں اگر انہیں دن میں کرو تو قبول نہیں ہونگے اور خبردار ہو کہ کوئی نفل قبول نہیں ہوتا جب تک فرض ادا نہ کر لیا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم، ص: ۴۳۶-۴۳۷)

حضور پرنور سیدنا غوث الاعظم، مولائے اکرم حضرت شیخ محی الملۃ والدین ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب مستطاب فتوح الغیب شریف میں کیا کیا جگر شگاف مثالیں ایسے شخص کے لیے ارشاد فرمائی ہیں جو فرض چھوڑ کر نفل بجالائے۔

فرماتے ہیں: اس کی مثال ایسے ہے جیسے کسی شخص کو بادشاہ اپنی خدمت کے لیے بلائے، یہ وہاں تو حاضر نہ ہو اور بادشاہ کے غلام کی خدمت گاری میں لگا رہے۔

پھر حضرت امیر المومنین سیدنا مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اس کی مثال نقل فرمائی کہ جناب ارشاد فرماتے ہیں:

ایسے شخص کا حال اس عورت کی طرح ہے جسے حمل رہا، جب بچہ ہونے کے دن قریب آئے اسقاط ہو گیا، اب نہ وہ حاملہ ہے نہ بچہ والی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان بھی "فتوح الغیب" میں نقل کرتے ہیں:

فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض لم یقبل منه واهین۔

یعنی اگر فرائض چھوڑ کر سنن و نوافل میں مشغول ہوگا تو وہ قبول نہیں ہونگے، اور وہ خوار کیا جائے گا۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

جو چیز لازم و ضروری ہے اسے چھوڑ دینا اور غیر ضروری کا اہتمام کرنا عقل و شعور سے دور ہے، کیونکہ عقلمند شخص کی نظر میں تکلیف دہ چیز کو دور کرنا بہ نسبت نفع بخش چیز کے حصول کے زیادہ ضروری ہے بلکہ حقیقت نفع اسی صورت میں ممکن ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد چہارم، ص: ۴۳۷)

اس سلسلہ میں حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر صدیقی سہروردی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حضرت شیخ خواص کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ نوافل کو اس وقت تک قبول نہیں فرماتا جب تک کہ فرض ادا نہ کیے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کے بارے میں فرماتا ہے: تمہاری مثال اس برے بندے کی ہے جو قرض ادا کرنے سے پہلے ہدیہ پیش کرتا ہے۔ (عوارف المعارف (مترجم) ص: ۴۷۵)

"صلوٰۃ التسبیح کی فضیلت"

صلوٰۃ التسبیح ایک نفلی عبادت ہے، جس کی فضیلت اور اجر و ثواب کا بیان حدیث شریف میں ہے: عن ابن عباس، قال: قال رسول اللہ ﷺ للعباس بن عبد المطلب، یاعباس! یاعماہ! الا أعطیك، الا أمنحك، الا أحبوك، الا افعل

لَكَ عَشْرَ خِصَالٍ، اذاأَنْتَ فعلت ذٰلك غفر الله لك ذنبك أوَّلَهُ وَاٰخِرَهُ، وَقَدِيْمَهُ وحديثَهُ وخَطَأَهُ وعَمَدَهُ وصغيرَهُ وكبيرَهُ وسِرَّهُ وعَلَانِيَتَهُ، عشرُ خصالٍ أَنْ تصلى اربع ركعات، تَقْرَأُ فى كُلِّ ركعةٍ بفاتحة الكتاب وسورة، فاذافرغت من القراءة فى اوّل ركعةٍ، قُلتَ، وانت قائِمٌ: سبحان اللّٰه والحمدللّٰه ولااِلٰه اِلّااللّٰه واللّٰه اكبر، خمس عشرة مرّةً، ثمّ تركع فتقول: وانت راكِعٌ عَشْرًا، ثمّ ترفع رأسَكَ مِنَ الرُّكُوْعِ فتقولها عشراً، ثمّ تهوىٰ ساجداً فتقولها، وانت ساجدٌ عَشْراً— ثمّ ترفع رأسك من السجود فتقولها عشراً، فذلك خمسةٌ وسبعون فى كل ركعةٍ— تفعل فى اربع ركعاتٍ— إِن اسْتَطَعْتَ أن تُصَلِّيَهَافى كل يوم مرّةً فافعل— فان لم تستطع ففى كُلِّ جمعةٍ مَرّةً، فان لم تفعل ففى كُلِّ شهرٍ مرّةً— فان لم تفعل ففى عُمُرِكَ مَرّةً ○ (سنن ابن ماجہ: ج:۱،ص:۴۴۳ رقم:۱۳۸۷) (الجامع الترمذی عن ابی رافع ج:۱،ص:۱۰۹) (ابوداؤد، البیہقی، مشکوٰۃ،ص:۱۱۷)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اے عباس! اے چچا جان! کیا میں آپ کو عطا نہ کروں، کیا میں آپ کو نہ نوازوں، کیا میں آپ پر نوازشات نہ کروں- کیا میں آپ کو ایسی دس چیزوں سے آگاہ نہ کروں، کہ جب آپ ان کو سرانجام دیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے، نئے پرانے دانستہ نادانستہ، چھوٹے بڑے، خفیہ اور اعلانیہ تمام گناہ معاف فرمادے-

وہ دس امور یہ ہیں: کہ آپ چار رکعت نماز پڑھیں، جس کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی سورۃ پڑھیں- قرأت کے بعد پہلی رکعت کے قیام میں پندرہ بار---

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ---- پڑھیں- پھر رکوع کریں اور دس بار ایسا ہی پڑھیں- پھر رکوع سے سر اُٹھائیں اور دس بار یہی پڑھیں- پھر سجدے میں جھک جائیں اور حالت سجدہ میں ایسے ہی پڑھیں- یوں ایک رکعت میں یہ پچھتر بار پڑھا جائے گا- چاروں رکعتوں میں اسی طرح کریں- اگر ہو سکے تو یہ نماز ہر روز ایک بار پڑھیں اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ہر ہفتہ میں ایک بار اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں ایک بار اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو اپنی عمر میں ایک بار پڑھو-

الجامع الترمذی میں درج ذیل الفاظ اس روایت میں زائد ہیں-

لوكانت ذنوبك مثل رمل عالج غفرها اللّٰه لك-

اگر تمہارے گناہ ریت کے ذرات جتنے بھی ہوں تو اللہ تعالیٰ تمہارے ان گناہوں کو بخش دے گا-

اسی طرح ترمذی میں "فِیْ کُلِّ سَنَةٍ" "ہر سال میں ایک مرتبہ" کے الفاظ بھی وارد ہیں-

"صلوٰۃ التسبیح کا طریقہ"

امام ترمذی نے حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے صلوٰۃ التسبیح کی ادائیگی کا درج ذیل طریقہ روایت کیا ہے:

قال: يكبر ثمّ يقول سبحانك اللّٰهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالىٰ جدك ولااله غيرُك، ثمّ يقول خمس عشرة مرة---- سبحان اللّٰه والحمدللّٰه ولااله الاّ اللّٰه واللّٰه اكبر ثمّ يتعوّذ ويقرأ بسم اللّٰه الرحمن الرحيم وفاتحة الكتاب وسورة، ثمّ يقول عشر مرات---- سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ------- (ترمذی،ص:۱۰۹)

حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ نے فرمایا: تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھ کر پندرہ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے- پھر تعوذ اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر سورۃ فاتحہ پڑھے اور کوئی سورۃ تلاوت کرے- اس کے بعد دس بار تسبیح (تیسرا کلمہ) پڑھے- ایسے ہی آخر تک چار رکعتیں مکمل کرے-

ابن ابی رزمہ کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ سے کہا: اگر نمازی سے اس نماز میں سہو (غلطی) ہو جائے تو کیا وہ سجدۂ سہو میں دس دس بار تسبیح پڑھے؟ قال: لا انماھی ثلثمائة تسبیحة! تو انہوں نے فرمایا: نہیں یہ نماز بس تین سو تسبیحات پر مشتمل ہے۔

(ترمذی، ص ۱۱۰، جلد ۱)

عظیم حنفی فقیہ امام ابراہیم حلبی (م: ۹۵۶ھ) فرماتے ہیں:

وھذہ الصفة التی ذکرھا ابن المبارک ھی التی ذکر فی مختصر البحر وھی الموافقة لمذھبنا لعدم الاحتیاج فیھا الی جلسة الاستراحة اذ ھی مکروھة عندنا-

ترجمہ حضرت ابن مبارک کا ارشاد فرمودہ طریقہ وہی ہے جو مختصر البحر الرائق میں نقل کیا گیا ہے اور یہ ہمارے مذہب حنفی کے مطابق ہے کیونکہ اس میں جلسۂ استراحت کی حاجت باقی نہیں رہتی جو کہ ہمارے (یعنی احناف کے) نزدیک مکروہ ہے-

(حلبی کبیر، ص: ۴۳۲، مطبوعہ سہیل اکیڈمی، لاہور)

ترمذی شریف کے حاشیہ میں ہے:

نمازی کو چاہیے کہ کبھی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما والی روایت کے مطابق عمل کرے اور کبھی عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ کے فرمان پر عمل کرے- اور اس نماز کو زوال کے بعد اور نماز ظہر سے پہلے ادا کرے اور اس کی رکعتوں میں کبھی بالترتیب سورۃ زلزال،

العادیات، سورۃ نصر اور سورۃ الاخلاص پڑھے اور کبھی سورۃ التکاثر، عصر، کافرون اور اخلاص تلاوت کرے، اور دعاء تشہد کے بعد سلام پھیرنے سے پہلے پڑھے پھر سلام پھیر کر اپنی حاجات طلب کرے- ہمارے بیان کردہ یہ امور سنت سے ثابت ہیں-

احیاء العلوم میں ہے: اگر لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کے الفاظ کا اضافہ کرے تو اچھا ہے، کیونکہ بعض روایات میں ایسا بھی آیا ہے-

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس نماز کو جمعہ کے دن زوال کے بعد ادا کرتے تھے- متقدمین اور متاخرین کا اس حدیث کی صحت کے بارے میں اختلاف ہے، امام ابن خزیمہ، اور امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے- محدثین کی ایک جماعت نے اسے حسن کہا ہے، امام عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، یہ حدیث حسن درجہ کی ہے- ابن جوزی نے اسے موضوعات میں درج کر کے بُرا کیا ہے-

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ سے مروی ہے، کہ وہ صلوۃ التسبیح کے آخر میں سلام پھیرنے سے پہلے یہ دعاء پڑھتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ تَوْفِیْقَ اَھْلِ الْھُدٰی، وَاَعْمَالَ اَھْلِ الْیَقِیْنِ وَمُنَاصَحَةَ اَھْلِ التَّوْبَةِ وَعَزْمَ اَھْلِ الصَّبْرِ وَجِدَّ اَھْلِ الْخَشْیَةِ وَطَلَبَ اَھْلِ الرَّغْبَةِ وَتَعَبُّدَ اَھْلِ الْوَرَعِ وَعِرْفَانَ اَھْلِ الْعِلْمِ حَتّٰی اَلْقَاكَ-

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مَخَافَةً تَحْجِزُنِیْ عَنْ مَعَاصِیْكَ حَتّٰی اَعْمَلَ بِطَاعَتِكَ عَمَلًا اَسْتَحِقُّ بِهٖ رِضَاكَ وَحَتّٰی اُنَاصِحَكَ بِالتَّوْبَةِ خَوْفًا مِنْكَ وَحَتّٰی اُخْلِصَ لَكَ النَّصِیْحَةَ حَیَاءً مِنْكَ وَحَتّٰی اَتَوَكَّلَ عَلَیْكَ فِی الْاُمُوْرِ وَحُسْنِ ظَنٍّ بِكَ، سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ-

(حاشیہ ترمذی، ص: ۱۱۰، اشعۃ اللمعات، ج: ۱، ص: ۵۵۱)

مسئلہ صلوۃ التسبیح دن کے وقت ادا کرنا مسنون اور باعث اجر وثواب ہے- آدھی رات

کے وقت مسجد میں لاؤڈ اسپیکر کھول کر اعلانیہ اس نماز کو ادا کرنا نوافل کی روح کے منافی ہے اور اگر اس سے کسی مسلمان کو تکلیف پہنچے تو سخت ناجائز اور ممنوع ہے۔

امام اہل سنت مولانا احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ فرماتے ہیں:

جہاں کوئی نماز پڑھتا ہو یا سوتا ہو کہ باآواز پڑھنے سے اس کی نماز یا نیند میں خلل آئے گا وہاں قرآن مجید و وظیفہ ایسی آواز سے پڑھنا منع ہے۔ (حتی کہ) مسجد میں جب اکیلا تھا اور باآواز پڑھ رہا تھا جس وقت کوئی شخص نماز کیلئے آئے فوراً آہستہ ہو جائے۔ واللہ تعالی اعلم۔ (فتاوی رضویہ: جلد سوم: صفحہ:۲۱۹)

مسئلہ شبینہ کہ ایک یا چند حافظ مل کر کرتے ہیں مکروہ ہے، اکابر نے ایک ایک رات میں برسوں ختم فرمایا ہے مگر وہ خاص اپنے لیے نہ کہ جماعت میں جس میں ہر قسم کے لوگ ہوں خصوصاً اکثر بلکہ شاید کل وہی ہوں جو اسے بوجھ سمجھیں اور شرما شرمی میں شریک ہوں۔ حدیث صحیح میں ہے:

اِذَا اَمَّ اَحَدُکُمْ فَلْیُخَفِّفْ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جب تم میں سے کوئی امامت کروائے تو ہلکی نماز پڑھائے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد سوم، ص:۵۰۳)

"نوافل کی جماعت مکروہ ہے"

نفل کے معنی اضافی اور زاید کے ہیں، اصطلاح شرع میں فرائض وواجبات اور سنن مؤکدہ کے علاوہ دیگر عبادات کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اذان اور جماعت چونکہ فرائض کے ساتھ خاص ہیں، اس لیے غیر فرض کو اعلان اور جماعت کے ساتھ ادا کرنا شریعت اسلامیہ میں ناپسندیدہ عمل ہے۔ تراویح اور رمضان میں وتر کی جماعت اپنے مخصوص احکام

کے باعث اس سے مستثنیٰ ہیں۔

صلوۃ التسبیح اور دیگر تمام نفلی عبادات بجائے اعلان واشتہار کے تنہا، خفیہ اور گھروں میں ادا کی جانی چاہئیں تاکہ ان کے اصل مقصود یعنی قرب الٰہی کے حصول کی صورت میسر آسکے۔

ہمارے ائمہ احناف اور فقہاء عظام نے نوافل کی جماعت اور اس کے لیے اعلان و اشتہار بازی کو "مکروہ تحریمی" قرار دیا ہے۔ بغیر دعوت واعلان کے دو یا تین افراد امام کے ساتھ اگر نوافل باجماعت پڑھ لیں تو جائز ہے۔

آیئے فقہاء کرام اور ائمہ ملت کے ارشادات کی روشنی میں اس مسئلے کا جائزہ لیتے ہیں:۔ (1) الامام، الحافظ، المجتہد الربانی محمد بن حسن الشیبانی (م ۱۸۹ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

قلت: وترى في كسوف القمر صلاة ؟ قال: نعم، الصلاة فيه حسنة.

قلت: فهل يصلون جماعة كمايصلون في كسوف الشمس ؟ قال: لا.

قلت: فهل تكره الصلاة في التطوع جماعة ماخلاقيام رمضان و صلاة كسوف الشمس ؟ قال: نعم. ولاينبغي ان يصلي في كسوف الشمس جماعة الاالامام الذي يصلي الجمعة، فامان يصلي الناس في مساجدهم جماعة فاني لااحب ذلك، وليصلواوحدانا.

میں نے (حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے) پوچھا:

کیا آپ کے نزدیک چاند گرہن کی نماز ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ ایسے میں نماز پڑھنا اچھا ہے۔

میں نے پوچھا: کیا اسے سورج گرہن کی نماز کی طرح جماعت سے پڑھا جائے؟ تو

امام نے فرمایا نہیں۔

میں نے پوچھا: کیا آپ تراویح اور کسوف شمس (سورج گرہن) کے علاوہ نفل نمازوں کی جماعت کو مکروہ سمجھتے ہیں؟ تو امام اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا: ہاں۔

اور مناسب نہیں کہ سورج گرہن کی نماز سوائے امام جمعہ کے کوئی اور پڑھائے۔

مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ لوگ اس نماز کو اپنی مساجد میں جماعت سے پڑھیں۔

اور اگر ایسا ہو تو چاہیے کہ الگ الگ ادا کریں۔

(باب الصلوۃ الکسوف، ج:۱، ص:۴۴۳، مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد دکن۔ الہند)

(2) امام اجل، فقیہ بے بدل، شمس الائمہ ابوبکر محمد بن ابی سہل السرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"والاصل فی التطوعات ترک الجماعة فیها ماخلا قیام رمضان لاتفاق الصحابة علیه وکسوف الشمس لورود الاثر به. ألاتری ان ما یؤدی بالجماعة من الصلوة یؤذن لها ویقام ولا یوذن للتطوعات ولا یقام فدل أنها لاتؤدی بالجماعة ..." (المبسوط: ج:۲، ص:۷۶)

ترجمہ: نوافل کی اصل یہ ہے کہ اس میں جماعت کو ترک کیا جائے سوائے تراویح کی نماز کے، کیونکہ اس پر صحابہ کا اتفاق ہے اور نماز کسوف (سوج گرہن) کے کیونکہ اس کے بارے میں اقوال صحابہ وارد ہوئے ہیں۔

حضرت شمس الائمہ مزید قمطراز ہیں:

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تراویح سنت کے مطابق بیس رکعت ادا کی جائے اور بقیہ رکعات (اگر کوئی اضافی پڑھے) تو چار رکعات دو سلاموں کے ساتھ انفرادی طور پر پڑھے۔ یہی ہمارا مذہب ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: تمام رکعات جماعت کے ساتھ پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں، جیسا کہ امام مالک رحمۃ اللہ کا قول ہے، اس بناء پر کہ نوافل باجماعت پڑھنا ان کے نزدیک مستحب ہے۔ وهو یکره عندنا۔ اور نوافل کی جماعت ہمارے (یعنی احناف کے) نزدیک مکروہ ہے۔

ولنا: ان الاصل فی النوافل الاخفاء فیجب صیانتها عن الاشهار ما أمكن وفيما قالة الخصم إشهار فلا يعمل به بخلاف الفرائض لان مبناها على الاعلان والأشهار وفي الجماعة اشهار فكان احق. يوضح ما قلنا ان الجماعة لوكانت مستحبة في حق النوافل لفعلة المجتهدون القائمون بالليل، لان كل صلوة جوزت على وجه الانفراد وبالجماعة كانت الجماعة فيها افضل، ولم ينقل أداؤها بالجماعة في عصره ﷺ ولا في زمن الصحابة رضوان الله عليهم اجمعين ولا في زمن غيرهم من التابعين، فالقول بها مخالف للأمة أجمع وهذا باطل. (المبسوط سرخسی: ج:۲، ص:۱۴۴) مطبوعہ مصر ۱۳۲۴ھ

ہمارا موقف یہ ہے کہ: نوافل کی بنیاد اخفاء (پوشیدگی) پر ہے لہذا اسے اظہار و اشتہار سے ہر ممکن طور پر بچانا واجب ہے اور وہ جو قول مخالف اس بارے میں اظہار کا ہے اس پر عمل نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس میں فرائض کی مخالفت ہے کیونکہ فرائض کی بنیاد اعلان و اظہار پر ہے اور جماعت میں اظہار کا پہلو ہے اور فرائض اس کے زیادہ مستحق ہیں۔

ہماری بات سے واضح ہوا کہ: اگر نوافل کی جماعت مستحب ہوتی تو شب زندہ دار مجتہدین اس کا اہتمام کرتے۔ کیونکہ ہر وہ نماز جس میں جماعت اور انفرادیت دونوں جائز ہوں، اسے جماعت سے ادا کیا جانا افضل ہے۔ حالانکہ ایسی کوئی روایت نہیں جس سے ثابت

ہوتا ہو کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اس نماز کو باجماعت ادا کیا گیا ہو۔ نہ ہی صحابہ کرام علیہم الرضوان اور ان کے علاوہ تابعین کے عہد میں ایسا ہوا۔

لہذا (نوافل کی جماعت) والا قول اجماع امت کے خلاف ہونے کے باعث باطل ہے۔

(3) امام الاکمل امام طاہر بن احمد بن عبد الرشید البخاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

ولا یصلی التطوع بجماعة الا فی شهر رمضان وعن شمس الائمه سرخسی: ان التطوع بالجماعة انما یکره اذا کان علی سبیل التداعی، اما لو اقتدی واحد او اثنان بواحد لا یکره. واذا اقتدی ثلثة بواحد اختلف فیه. وان اقتدی اربعة بواحد کره اتفاقا.

الاقتداء فی الوتر خارج رمضان یکره وذکر القدوری لا یکره. واصل هذا ان التطوع بالجماعة اذا کان علی سبیل التداعی یکره فی الاصل للصدر الشهید رحمة الله. اما اذا صلوا بجماعة بغیر اذان واقامة فی ناحیة المسجد لا یکره. وقال شمس الائمة الحلوانی علیه الرحمة: ان کان سوی الامام ثلاثة لا یکره* بالاتفاق وفی الاربع اختلف المشائخ

* خلاصۃ الفتاوی کی محولہ بالا عبارت سہو کتابت کا شکار ہوئی ہے اور ہماری رائے میں یہ تصحیح طلب ہے۔ یہاں "لا" زائد ہے یعنی "یکرہ بالاتفاق" کی بجائے سہوا "لا یکرہ" لکھ دیا گیا ہے۔ ہماری رائے کی تائید فقہ حنفی کی اہم اور معتبر ترین کتب سے بھی ہوتی ہے۔ مثلاً "البحر الرائق" (۳۸۲/۲) میں شمس الائمہ حلوانی کا یہ قول "والاصح انہ یکرہ" کے الفاظ میں منقول ہے جبکہ فتاوی عالمگیری میں شمس الائمہ حلوانی کے الفاظ "والاصح انہ یکرہ" نقل کرنے کے بعد "هكذا فی الخلاصة" بھی لکھا گیا ہے یعنی فتاوی عالمگیری میں "خلاصۃ الفتاوی" کی یہی عبارت "لا" کے بغیر ہے۔ (جاری)

والاصح انه لا یکره. (خلاصۃ الفتاوی: ج ۱، ص: ۱۵۳، ۱۵۴)

نماز نفل سوائے رمضان (تراویح) کے باجماعت ادا نہ کی جائے۔ امام سرخسی سے منقول ہے، نوافل کی جماعت اگر اعلان واشتہار سے ہو تو مکروہ ہے، البتہ ایک یا دو مقتدی اگر ایک شخص کے پیچھے پڑھیں تو مکروہ نہیں، اور اگر تین افراد ایک کی اقتدا کریں تو اس میں اختلاف ہے۔ اور اگر چار افراد ایک (امام) کے پیچھے پڑھیں تو بالاتفاق مکروہ ہے۔ رمضان المبارک کے علاوہ وتر کی جماعت بھی مکروہ ہے۔ امام قدوری علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ مکروہ نہیں۔ اس کی اصل یہ ہے کہ نوافل کی جماعت اگر (تداعی) اعلان واشتہار سے ہو تو مکروہ ہے۔

کتاب الاصل، للصدر الشہید علیہ الرحمۃ میں ہے: البتہ اگر بغیر اذان واقامت (اعلان واشتہار) کے مسجد کے ایک کونے میں جماعت سے پڑھیں تو مکروہ نہیں۔

امام شمس الائمہ حلوانی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں: اگر امام کے علاوہ تین افراد ہوں تو بالاتفاق مکروہ نہیں اور چار میں مشائخ کا اختلاف ہے جبکہ صحیح یہ ہے کہ مکروہ نہیں۔

(4) حضرت امام ابوبکر الکاسانی (م ۵۸۷ھ) حنفی علیہ الرحمۃ فرائض ونوافل کے مابین فرق بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

ایک اور فرق یہ ہے کہ نفل نماز سوائے رمضان المبارک کے دوسرے ایام میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) شمس الائمہ حلوانی کا یہی قول "مراقی الفلاح مع حاشیہ طحطاوی" (ص ۱۵۶) میں "انہ یکرہ" کے الفاظ میں منقول ہے۔ فقہ حنفی کی تمام امہات الکتب میں چار افراد کی نفل نماز میں ایک امام کے پیچھے اقتداء کو بالاتفاق مکروہ لکھا گیا ہے۔ جیسا کہ شمس الائمہ سرخسی اور شمس الائمہ کردری کے اقوال مذکور ہوئے ہیں۔ لہذا داخلی اور خارجی قرائن سے یہ شہادت ملتی ہے کہ خلاصۃ الفتاوی (مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ، کوئٹہ) کے اس نسخہ میں کتابت کی غلطی نے اثبات کو نفی میں بدل دیا ہے۔

(واللہ اعلم بالصواب۔ مجددی ۱۲۔)

باجماعت ادا کرنا جائز نہیں ہیں جبکہ فرض نمازوں میں جماعت ''واجب'' ہے یا سنت موکدہ۔ اس لیے کہ فرمان نبوی ہے:

صَلَاةُ الْمَرْءِ فِیْ بَیْتِہٖ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِہٖ فِیْ مَسْجِدِہٖ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃَ ۝ فرض نماز کے سوا باقی تمام نمازیں مرد کے لیے گھر میں ادا کرنا مسجد میں ادا کرنے سے افضل ہیں۔

نیز مروی ہے کہ:

نبی اکرم ﷺ نماز فجر کی دو رکعات اپنے گھر میں ادا فرماتے تھے، پھر آپ مسجد کی طرف نکلتے تھے۔

علاوہ ازیں اس لیے بھی کہ جماعت شعائر اسلام میں سے ہے، لہذا وہ فرائض یا واجبات کے ساتھ مخصوص ہوگی، نہ کہ نوافل کے ساتھ، رہا نماز تراویح کو باجماعت ادا کرنے کا مسنون ہونا تو وہ اس لیے کہ انہیں جماعت سے پڑھنے کا طریقہ ہمیں نبی اکرم ﷺ کی سنت اور صحابہ کرام کے اجماع سے معلوم ہوا ہے۔

(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع: جلد اول، ص: ۹۲۵ مترجم)

(5) امام فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی الحنفی علیہ الرحمۃ کی شرح کے حاشیہ میں ہے:

ان النفس التراویح سنۃ اداؤھا بجماعۃ مستحب. قال: فی البدائع: اذا صلوا التراویح ثم ارادوا ان یصلوھا ثانیاً یصلون فرادی لا بجماعۃ، لان الثانیۃ تطوع مطلق، والتطوع المطلق بجماعۃ مکروہ. (حاشیہ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، ص: ۱۷۸، طبع مصر)

ترجمہ: تراویح بذات خود سنت ہے اور اسے باجماعت ادا کرنا مستحب ہے۔

صاحب ''بدائع الصنائع'' کہتے ہیں:

جب تراویح کی نماز ادا کر چکیں اور پھر دوبارہ پڑھنا چاہیں تو انفرادی طور پر ادا

کریں نہ کہ باجماعت، کیونکہ دوسری بار پڑھنا نفل مطلق ہے اور نوافل مطلق کو باجماعت پڑھنا مکروہ ہے۔

(6) امام عبدالرحمٰن بن شیخ محمد بن سلیمان شیخ زادہ علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

(یوتر) ای یصلی الوتر (بجماعۃ فی رمضان فقط) لانعقاد الاجماع علیہ کما فی الھدایۃ وفیہ اشارۃ الی انہ لا یوتر بجماعۃ فی غیر شھر رمضان لانہ نفل من وجہ والجماعۃ فی النفل فی غیر رمضان مکروہ." (مجمع الانھر فی شرح ملتقی الابحر: ج:۱، ص:۱۳۷)

ترجمہ: یعنی وتر کی نماز صرف رمضان میں باجماعت ادا کرے، کیونکہ اس پر اجماع واقع ہو چکا ہے، جیسا کہ ''ہدایہ'' میں ہے، اور اس میں اشارہ ہے کہ رمضان کے علاوہ وتر جماعت سے نہ پڑھے کیونکہ یہ ایک اعتبار سے نفل ہیں اور نفل کی جماعت رمضان (تراویح) کے علاوہ مکروہ ہے۔

(7) علامہ امام زین الدین ابن نجیم حنفی مصری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

یکرہ الاقتداء فی صلاۃ الرغائب وصلاۃ البراءۃ ولیلۃ القدر الا اذا قال: نذرت کذا رکعۃ بھذا الامام بالجماعۃ، کذا فی البزازیۃ.

(الاشباہ والنظائر: ص: ۸۶، طبع کراتشی)

ترجمہ: رجب، شب برأت اور لیلۃ القدر کی نفل نمازیں جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔ سوائے اس کے کہ کسی امام کی اقتدا میں کچھ رکعتیں پڑھنے کی نذر مان کر کہے کہ میں اس امام کے پیچھے اتنی رکعات پڑھوں گا۔ فتاوی بزازیہ میں ایسا ہی ہے۔

(8) علامہ امام حسن بن عمار شرنبلالی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

وندب احیاء لیالی العشر الاخیر من رمضان واحیاء لیلتی

العیدین ولیالی عشر ذی الحجة ولیلة النصف من شعبان وَیُکرَهُ الاجتماع علی احیآءِ لیلةٍ من هذہِ اللَّیالیٰ فی المساجد۔

ترجمہ: رمضان کی آخری دس، عیدین، ذوالحجہ کی پہلی دس اور شب برأت کی راتوں کو زندہ رکھنا مستحب ہے۔ البتہ ان راتوں کو زندہ رکھنے کے لیے مساجد میں اجتماع مکروہ ہے۔

(نورالایضاح (مترجم) ص:۱۶۷)

(9) علامہ امام ابراہیم حلبی حنفی (م ۹۵۶ھ) علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں:

واعلم !ان النفل بالجماعة علی سبیل التداعی مکروہ علی ماتقدم ماعداالتراویح وصلوة الکسوف والاستسقاء فعلم ان کلا من صلوة الرغائب لیلة اول جمعة من رجب، وصلوة البراءة لیلة النصف من شعبان وصلوة القدر لیلة السابع والعشرین من رمضان بالجماعة بدعة مکروهة.

قال حافظ الدین البزازی:ان شرعا فی نفل فافسداہ واقتدی احدهمابالأخر فی القضاء لایجوز لاختلاف السبب، وکذا اقتداء الناذر بالناذر لایجوز.وعن هذا کرہ الاقتداء فی صلاة الرغائب وصلوة البراءة ولیلة القدر ولوبعد النذرالااذا قال:نذرت کذا رکعة بهذاالامام بالجماعة لعدم امکان الخروج عن العهدة الآبالجماعة ولاینبغی ان یتکلف لاالتزام مالم یکن فی الصدر الاول کل هذاالتکلف لاقامة امرمکرہ وهواداء النفل بالجماعة علی سبیل التداعی۔

(حلبی کبیر،ص:۴۳۲، طبع لاہور)

ترجمہ: جان لو! نفل کی جماعت اعلان واشتہار کے ساتھ مکروہ ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا، ماسوائے تراویح نماز کسوف اور استسقاء کی نماز کے۔ معلوم ہوا کہ صلاۃ الرغائب (رجب کے پہلے جمعہ کی رات کی نماز) اور صلوٰۃ البرأۃ، نصف شعبان کی رات اور شب قدر یعنی ستائیس رمضان کی رات والی نمازوں کو جماعت سے ادا کرنا ناپسندیدہ بدعت ہے۔

(10) حضرت حافظ الدین البزازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اگر دو افراد نفل شروع کریں اور وہ فاسد ہو جائیں، پھر دونوں ان نوافل کی ادائیگی کے لیے ایک دوسرے کی اقتدا کریں تو یہ اسباب (فساد) کے مختلف ہونے کی وجہ سے جائز نہیں۔ ایسے ہی دو نذر (منت) ماننے والوں کی جماعت جائز نہیں۔ (علی ھذا القیاس) اسی کلیہ کے تحت رجب، شعبان اور لیلۃ القدر (رمضان) کی نمازیں باجماعت جائز نہیں ہیں اگرچہ نذر (منت) ہی کیوں نہ مانی ہو۔ سوائے اس کے، کہ کسی نے یوں کہا:

میں نذر مانتا ہوں کہ فلاں امام کے پیچھے باجماعت اتنی رکعتیں پڑھوں گا، یہ اس لیے کہ وہ بغیر جماعت میں شمولیت کے اس ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ یہ مناسب نہیں کہ ایک ایسے عمل کے لیے اتنا اہتمام و التزام کیا جائے جو ابتدائے اسلام میں موجود نہیں تھا۔ یہ سارا اہتمام ایک مکروہ عمل کے لیے ہوتا ہے اور وہ ہے نوافل کو اعلان و اشتہار کے ساتھ باجماعت ادا کرنا۔

امام حلبی رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ کی نزاکت کے پیش نظر انتہائی اہم اور فیصلہ کن بات ارشاد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

فلو ترک امثال هذہ الصلوات تارک لیعلم النّاس انهٔ لیس من الشعائر لحسن.انتهی۔

ترجمہ | اگر کوئی (ذمہ دار) شخص ایسی نفل نمازوں کو بطور تعلیم ترک کرے تا کہ لوگ جان لیں کہ یہ اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں ہیں تو یہ بہت اچھا ہے۔ (حلبی کبیر:٤٣٣)

(11) فقہ حنفی کی نہایت اہم کتاب ''فتاوی عالمگیری'' میں لکھا ہے:

التطوع بالجماعة اذا كان على سبيل التداعي يكره

نوافل کی جماعت اگر دعوت واعلان کے ساتھ ہو تو مکروہ ہے۔

(فتاوی عالمگیری، ج:١، ص:٨٣، طبع مصر ١٣١٠ھ)

(12) فقیہ جلیل علامہ السید احمد الطحطاوی الحنفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

والجماعة فی النفل فی غیر التراویح مکروهة فالاحتیاط ترکها فی الوتر خارج رمضان.

ترجمہ | تراویح کے علاوہ نوافل کی جماعت مکروہ ہے، رمضان کے علاوہ وتر کی جماعت بھی احتیاطاً نہیں کرنی چاہیے۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ص:٢١١، طبع کراچی)

مزید دیکھئے:١٥٦

(13) حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کی اہمیت اور نزاکت کے پیش نظر اپنے ایک خلیفہ شیخ سید انبیاء سارنگپوری کے نام مفصل اور جامع مکتوب شریف صادر فرمایا ہے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

بسید انبیا سارنگپوری صدور یافتہ در منع از ادائے صلوۃ نوافل بجماعت مانند نماز عاشوراء و شب قدر و شب برأت وغیرھا و ما یناسب ذالك۔

باید دانست کہ اکثر مردم از خواص و عوام درین زمان در ادائے نوافل اہتمام تمام دارند و در مکتوبات مساہلات مینمایند و مراعات سنن و مستحبات را در انہا کمتر میکنند۔ نوافل را عزیز می دارند و فرائض را ذلیل و خوار۔ کم است کہ فرائض را در اوقات مستحبہ ادا نمایند۔ و در

تکثیر جماعت مسنونہ بلکہ در نفس جماعۃ تقید ے ندارند و بہ تکاسل و تساہل ادا، نفس فرائض را غنیمت می شمارند۔ و در روز عاشوراء و شب برات و شب بست و ہفتم ماہ رجب و اول شب جمعہ از ماہ مذکور کہ آن را لیلۃ الرغائب نام نہادہ اند کمال اہتمام را مرعی داشتہ بجمعیت تمام نوافل را بجماعت میگذارند و آنرا نیک و مستحسن مے پندارند و نمیدانند کہ این از تسویلات شیطان است کہ سیئات را بصورت حسنات مینماید۔

شیخ الاسلام مولانا عصام الدین ہروی در حاشیہ شرح وقایہ میفرماید: کہ:

تطوع بہ جماعت و ترک فرض بجماعت از حبائل شیطان است بدانکہ نوافل را بجمعیت تمام گزاردن از بدعتہائے مذمومہ و مکروہہ است۔ ازاں بدعتہا است کہ حضرت رسالت خاتمیت علیہ من الصلوات افضلہا و من التسلیمات اکملہا در شان آن فرمودہ است

مَنْ أَحْدَثَ فی دیننا هذا فهو رَد۔ (بخاری و مسلم)

ترجمہ مکتوب شریف

سید انبیاء سارنگپوری کی طرف صادر فرمایا:

نماز نوافل جیسے نماز عاشورا، شب قدر اور شب برات وغیرہ باجماعت ادا کرنے سے روکنے اور منع کرنے کے بیان میں اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اس رب العالمین کے لیے جس نے ہمیں سید المرسلین کی متابعت سے مشرف فرمایا اور جس نے ہم کو دین میں بدعات سے بچایا اور صلوۃ وسلام نازل ہو اس ہستی پر جس نے ضلالت و گمراہی کی بنیادوں کا قلع و قمع فرمایا اور ہدایت کے جھنڈوں کو بلند فرمایا اور آپ کی نیکوکار آل اور پسندیدہ اصحاب پر بھی رحمت وسلامتی کا نزول ہو۔

جاننا چاہیے کہ اس زمانہ کے اکثر عوام وخواص ادائے نوافل کا اہتمام بڑا ملحوظ خاطر رکھتے ہیں اور فرائض کی ادائیگی میں سستی کا ارتکاب کرتے ہیں اور فرائض میں سنن و مستحبات کی بہت کم رعایت کرتے ہیں۔ نوافل کو عزیز جانتے ہیں اور فرائض کو ذلیل وخوار۔ بہت کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ فرائض کو اوقات مستحبہ میں ادا کریں۔ مسنون جماعت کے بڑھانے بلکہ نفس جماعت میں کچھ اہتمام نہیں کرتے اور سستی اور تساہل کے ساتھ فرائض کے ادا کرنے کو غنیمت شمار کرتے ہیں اور عاشورا کے روزے ماہ رجب کی ستائیسویں رات ماہ مذکورہ کی اول شب جمعہ میں جس کا نام انہوں نے لیلۃ الرغائب رکھا ہوا ہے، کمال اہتمام کی رعایت کرتے اور کثیر جماعت کے ساتھ نوافل کو باجماعت ادا کرتے ہیں اور اس عمل کو نیک اور مستحسن خیال کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ شیطانی آرائشوں میں سے ہے جو برائیوں کو حسنات کی شکل میں دکھاتا ہے۔

(ا) شیخ الاسلام مولانا عصام الدین ہروی حاشیہ شرح وقایہ میں فرماتے ہیں کہ: ''نوافل جماعت کے ساتھ ادا کرنا اور فرضوں کی جماعت ترک کرنا ابلیس لعین کے پھیلائے ہوئے جالوں میں سے ہے۔

(ب) جاننا چاہیے کہ نوافل کو پوری دل جمعی اور جماعت کے ساتھ ادا کرنا بدعات مذمومہ مکروہہ میں سے ہے۔ ایسی بدعتوں کے متعلق حضرت رسالت خاتمیت علیہ من الصلوات افضلھا ومن التسلیمات اکملھا نے فرمایا: مَنْ اَحْدَثَ فِیْ دِیْنِنَا ھٰذَا فَھُوَ رَدٌّ۔
جس شخص نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات نکالی تو وہ بات مردود ہے۔

(ج) جاننا چاہیے کہ نوافل باجماعت ادا کرنا بعض فقہی روایات میں مطلقاً مکروہ ہے اور بعض دوسری فقہی روایات میں یہ کراہت تداعی اور اجتماع کے ساتھ مشروط کی گئی ہے۔ پس اگر

تداعی کے بغیر ایک دو آدمی مسجد کے کونہ میں نوافل باجماعت ادا کریں تو یہ بلا کراہت جائز ہے اور اگر نفلوں کی جماعت میں تین افراد جمع ہو جائیں تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے اور اگر چار افراد شریک ہو جائیں تو بعض روایات کے مطابق باتفاق فقہاء کرام مکروہ ہے اور بعض دوسری روایات میں ہے کہ چار افراد کا مل کر نوافل باجماعت ادا کرنا زیادہ صحیح یہ ہے کہ مکروہ ہے۔

(د) فتاویٰ سراجیہ میں ہے:

کرہ التطوع بالجماعۃ بخلاف التراویح وصلوۃ الکسوف۔

نفل نماز باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے بخلاف نماز تراویح اور سورج گرہن کی نماز کے (کہ اسے باجماعت ادا کرنا مکروہ نہیں)۔

(ہ) فتاویٰ غیاثیہ میں شیخ الاسلام سرخسی رحمۃ اللہ سبحانہ علیہ فرماتے ہیں:

التطوع بجماعۃ خارج رمضان انما یکرہ اذا کان علی سبیل التداعی اما اذا اقتدی واحد اواثنان لایکرہ - وفی الثلاث اختلاف وفی الاربع یکرہ بلاخلاف۔

ترجمہ: غیر رمضان میں نوافل باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے، جب تداعی کے طور پر ہو۔ لیکن اگر ایک مقتدی یا دو ہوں تو مکروہ نہیں۔ اور تین میں اختلاف ہے اور چار مقتدیوں کی صورت میں بلا اختلاف مکروہ ہے۔

(و) فقہ کی مشہور کتاب خلاصہ میں مذکور ہے:

التطوع بالجماعۃ اذا کان علی سبیل التداعی یکرہ اما اذا صلوا بجماعۃ بغیر اذان واقامۃ فی ناحیۃ المسجد لایکرہ۔

ترجمہ: نفلوں کی جماعت جبکہ تداعی کے طور پر ہو تو مکروہ ہے۔ لیکن اگر بغیر اذان و اقامت مسجد کے ایک کونے میں با جماعت نفل پڑھ لیں تو مکروہ نہیں۔

(ز) شمس الائمہ الحلوانی فرماتے ہیں:

اذا کان سوا الامام ثلاثۃ لایکرہ بالاتفاق وفی الاربع اختلاف ــــــ والاصح انہ مکروہ۔

ترجمہ: جب امام کے سوا تین افراد ہوں تو نوافل کی جماعت بالاتفاق مکروہ نہیں، اور چار میں فقہاء کا اختلاف ہے اور صحیح تر یہی ہے کہ مکروہ ہے۔

(ح) فتاویٰ شافیہ میں ہے:

ولا یصلی التطوع بالجماعۃ الا فی شھر رمضان وذلک انما یکرہ اذا کان علی سبیل التداعی یعنی باذان واقامۃ اما لو اقتدی واحد او اثنان لا علی سبیل التداعی فلا یکرہٗ واذا اقتدی ثلاثۃ اختلف المشائخ رحمھم اللہ تعالیٰ وان اقتدی اربعۃ کرہ اتفاقاًo

ترجمہ: کوئی شخص بھی نوافل جماعت کے ساتھ ادا نہ کرے سوائے رمضان شریف کے مہینے کے اور نوافل با جماعت ادا کرنا مکروہ ہے جبکہ اذان اور اقامت کے ساتھ ان کی جماعت کرائی جائے اور اگر ایک آدمی یا دو آدمی اذان اور اقامت کے بغیر اقتدا کریں تو مکروہ نہیں اور جب تین مقتدی ہوں تو اس میں مشائخ رحمۃ اللہ علیہم کا اختلاف ہے اور اگر مقتدی چار ہو جائیں تو بالاتفاق مکروہ ہے۔

اور اسی طرح کی روایات بہت ہیں اور فقہی کتابیں ایسی روایات سے پُر ہیں۔ اور اگر کوئی ایسی روایت ملے جس میں تعداد کا ذکر نہ ہو اور مطلقاً جواز ظاہر کرے تو اس بارے میں مقید روایات پر محمول کرنا چاہیے۔ اور مطلق سے مقید مراد لینا چاہیے اور جواز کو دو یا تین افراد

میں ہی منحصر جاننا چاہیے۔ اس لیے کہ علمائے حنفیہ اگرچہ اصول میں مطلق کو اپنے اطلاق پر ہی رکھنے کے قائل ہیں اور مقید پر عمل نہیں کرتے۔ لیکن روایات میں انہوں نے مطلق کو مقید پر حمل کرنا جائز بلکہ لازم قرار دیا ہے۔ اور اگر بطریق فرض محال حمل نہ کریں اور مطلق ہی رہنے دیں تو ایسی صورت میں یہ مطلق اس مقید کے قابل اور منافی ہو جائے گا، اگر قوت میں برابر ہو اور قوت میں مساوات ممنوع ہے کیونکہ کراہت کی روایات کثرت کے باوجود مختار اور مفتیٰ بہا ہیں بخلاف اباحت کی روایات کے۔ اور اگر دونوں کی مساوات تسلیم کر لی جائے تو ہم کہیں گے کہ کراہت اور اباحت کی دلیلوں کے تعارض کی صورت میں جانب کراہت کو ترجیح حاصل ہے۔ کیونکہ اس میں احتیاط کی رعایت ہے۔ جیسا کہ اصول فقہ والوں کے ہاں یہ امر طے شدہ ہے۔

پس وہ لوگ جو عاشورہ کے دن اور شب براُت اور ستائیسویں رجب کی رات میں نماز با جماعت ادا کرتے ہیں، کم و بیش دو دو سو اور تین تین سو افراد مسجد میں جمع ہوتے ہیں اور اس نماز اور اجتماع اور جماعت کو نیک خیال کرتے ہیں، باتفاق فقہا مکروہ امر کے مرتکب ہوتے ہیں اور مکروہ چیز کو اچھا جاننا بُرے گناہوں میں سے ہے، کیونکہ حرام کو مباح جاننا کفر تک کھینچ کر لے جاتا ہے اور مکروہ چیز کو اچھا گمان کرنا اس سے صرف ایک مرتبہ کم ہے ــــــ اس فعل کی برائی کو اچھی طرح ذہن میں رکھنا نوافل کی جماعت جائز کہنے والوں کی دلیل عدم تداعی ہے۔ ہاں بعض روایات کے مطابق عدم تداعی کراہت کو دور کر دیتی ہے۔ لیکن وہ بھی ایک یا دو مقتدیوں کے ساتھ ہے۔ اور اس میں بھی یہ شرط ہے کہ مسجد کے کسی کونے میں ہو، اور اس شرط کے نہ ہونے کی صورت میں جواز کی کوئی صورت نہیں۔

علاوہ ازیں تداعی کا معنی یہ ہے کہ نفل نماز کی ادائیگی کے لیے ایک دوسرے کو بلانا اور آگاہ کرنا اور یہ معنی اس طرح کی جماعتوں میں پایا جاتا ہے۔ کیونکہ قبیلوں کے قبیلے عاشورہ کے دن ایک دوسرے کو بتاتے پھرتے ہیں اور کہتے پھرتے ہیں کہ فلاں شیخ یا فلاں عالم کی مسجد میں چلنا چاہیے اور نفل نماز با جماعت ادا کرنی چاہیے۔ ان لوگوں نے اس فعل کو عادت

بنا رکھا ہے۔ اس طرح بتاتے پھرنا اذان اور اقامت سے بھی بڑھ کر ہے۔ پس اس صورت میں تداعی بھی ثابت ہے۔ اور اگر ہم تداعی کو اذان اور اقامت کے ساتھ ہی مخصوص رکھیں، جیسا کہ بعض روایت میں واقع ہوا ہے اور حقیقۃً اذان اور اقامت ہی مراد لیں تو پھر اس کا جواب وہ ہے جو اوپر گزرا۔ کہ ایسی نماز مذکورہ شرط کے ساتھ ایک یا دو مقتدیوں کے ساتھ خاص ہے۔

جاننا چاہیے کہ نوافل کے ادا کرنے کی بنیاد اخفا اور پوشیدگی پر ہے۔ کیونکہ نفل عبادت ریا اور نمائش کا مقام ہے اور جماعت اخفا اور پوشیدگی کے منافی ہے۔ اور ادائے فرائض میں اظہار اور اعلان مطلوب ہیں کیونکہ فرائض ریا اور نمائش کے شبہ سے مبرا ہے۔ پس انہیں باجماعت ہی ادا کرنا مناسب ہے۔

علاوہ ازیں ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ کثرت اجتماع فتنے کے پیدا ہونے کا مقام ہے۔ اسی لیے نماز جمعہ کی ادیگی کے لیے بادشاہ وقت یا اس کے نائب کی موجودگی کو شرط قرار دیا گیا ہے تا کہ فتنہ کے پیدا ہونے سے امن رہے۔ اور ان مکروہ جماعتوں میں اس فتنے کو بیدار کرنے کا قوی امکان واحتمال ہے۔ لہذا اس طرح کا اجتماع شرعاً جائز نہیں بلکہ ممنوع ہے اور حدیث نبوی ﷺ میں وارد ہے:

الفتنۃُ نائمۃٌ لَعَنَ اللہ مَن اَیقظَھا(۱)

ترجمہ: فتنہ سویا ہوتا ہے۔ اس شخص پر اللہ کی لعنت پڑتی ہے جو اسے جگائے۔

پس اسلام کے والیوں اور ملت کے قاضیوں اور لوگوں کا محاسبہ کرنے والوں پر لازم ہے کہ اس طرح کے اجتماع سے لوگوں کو روکیں اور اس بارے میں لوگوں کو سخت ڈانٹ ڈپٹ کرتے رہیں تا کہ اس بدعت کی بیخ کنی ہو سکے جو فتنے میں مبتلا کرنے والی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی حق کو ثابت کرتا ہے اور وہی سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے۔

(14) خاتم المفسرین حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

---

(۱) علامہ محمد مراد مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ: جماعت در نفل مکروہ است۔۔۔۔ وسوائے رمضان وتر بجماعت مکروہ است۔

ترجمہ: نماز نفل کی جماعت مکروہ ہے۔۔۔۔ رمضان کے علاوہ وتر بھی جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔ (ما لا بُدّ مِنہٗ، ص:۶۹، طبع ملتان)

(15) علامہ بحر العلوم انصاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

والاصل فی النوافل ان لا یصلی بجماعۃ

ترجمہ: نوافل کی بنیاد اس بات پر ہے کہ انہیں باجماعت ادا نہ کیا جائے۔

(رسائل الارکان: ص:۱۴۲، طبع کوئٹہ)

(16) اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک نوافل کی جماعت بتداعی مکروہ ہے۔ قضائے عمری کہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں اس کا پڑھنا اختراع کیا گیا اور اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس نماز سے عمر بھر کی اپنی اور ماں باپ کی قضائیں بھی اتر جاتی ہیں، محض باطل و بدعت سیئہ شنیعہ ہے۔ کسی کتاب معتبر میں اصلاً اس کا نشان نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد: سوم، ص:۴۸۰)

شبینہ کے بارے میں پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں آپ فرماتے ہیں:

شبینہ مذکورہ سوال کہ ان عوارض سے خالی تھا اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں مگر اتنا لحاظ ضرور ہے کہ "جماعت نفل میں تداعی نہ ہوئی ہو کہ مکروہ ہے"۔ (جلد سوم، ص:۵۰۷)

(17) صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ان خاص راتوں میں تنہا نفل نماز پڑھنی چاہیے۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، ص:۱۶)

قرآنی آیات، احادیث نبوی اور ارشادات فقہاء کی روشنی میں ثابت اور واضح ہوا کہ صلوٰۃ التسبیح اور دیگر تمام نفلی نمازیں انفرادی طور پر الگ الگ ادا کی جانی چاہئیں اور نوافل کا گھروں میں ادا کرنا زیادہ فضیلت اور ثواب کا باعث ہے۔ نوافل گھر میں پڑھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان پر عمل کریں اور مسجد نبوی شریف کی نماز سے زیادہ ثواب حاصل کریں۔

وما علینا الا البلاغ۔

مآخذ ومراجع

۱۔قرآن حکیم
۲۔صحیح بخاری
۳۔صحیح مسلم
۴۔مشکوٰۃ المصابیح
۵۔الجامع الترمذی
۶۔سنن ابن ماجہ
۷۔اشعۃ اللمعات
۸۔فتاویٰ رضویہ (جلد چہارم قدیم)
۹۔عوارف المعارف
۱۰۔کتاب الاصل (مطبوعہ حیدرآباد دکن، ہند)
۱۱۔المبسوط سرخسی، مطبوعہ مصر
۱۲۔خلاصۃ الفتاویٰ (مطبوعہ کوئٹہ)
۱۳۔بدائع الصنائع (مطبوعہ دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری)
۱۴۔شرح کنز الدقائق زیلعی
۱۵۔مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر
۱۶۔الاشباہ والنظائر
۱۷۔نور الایضاح
۱۸۔حلبی کبیر
۱۹۔فتاویٰ عالمگیری
۲۰۔حاشیۃ الطحطاوی
۲۱۔مکتوبات امام ربانی (فارسی۔اردو)
۲۲۔رسائل الارکان
۲۳۔مالابدمنہ (مطبوعہ ملتان)
۲۴۔فتاویٰ رضویہ (جلد سوم)
۲۵۔بہار شریعت

ماہنامہ ''رضائے مصطفٰے'' گوجرانوالہ

رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ/ستمبر ۲۰۰۸ء

باجماعت نوافل کی ادائیگی مکروہ ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''وہ لوگ جو روزہ عاشور، شب برأت اور لیلۃ الرغائب وغیرہ میں جماعت کے ساتھ نوافل ادا کرتے ہیں، ایسے لوگ فقہاء کرام کے اتفاق سے امر مکروہ کے مرتکب ہیں اور مکروہ کو مستحسن جاننا بڑا بھاری گناہ ہے۔ مکروہ، جماعت نوافل کا اجتماع مشروع نہ ہوگا بلکہ منکر (ناپسندیدہ) ہوگا۔ اسلام کے والیوں، قاضیوں اور محتسبوں کو لازم ہے کہ اس اجتماع (باجماعت نوافل) سے منع کریں اور اس بارے میں زجر و تنبیہ کریں تاکہ بدعت جڑ سے اکھڑ جائے۔'' (مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب نمبر ۲۶ وغیرہ)

لہٰذا رمضان المبارک وغیرہ میں مردوں، عورتوں کو نماز تسبیح وغیرہ باجماعت پڑھنے پڑھانے کے مکروہ ناپسندیدہ عمل سے بچنا چاہیے۔ نماز تسبیح کے لئے مساجد میں اعلان کرنا، عورتوں کا جمع ہونا اور نماز میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال کرنا، ایسے خود ساختہ غلط رواجات سے اجتناب کرنا چاہیے (حیرت کی بات ہے کہ بعض خواتین پانچ وقت نماز بھی نہیں پڑھتیں لیکن میک اپ کر کے نماز تسبیح کی جماعت میں شامل ہوتی ہیں حالانکہ پنجگانہ نماز اور پردہ و حیا زیادہ ضروری ہے اور نماز تسبیح وغیرہ باجماعت مکروہ ہے) نوافل کی جماعت کی تشہیر کی بجائے نفل گھروں میں علیحدہ اور تنہائی میں پڑھنا افضل اور پسندیدہ امر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''آدمی کا لوگوں کے سامنے نفل پڑھنے کی بہ نسبت ایسی جگہ نفل پڑھنا جہاں لوگ اسے نہ دیکھیں پچیس درجے زیادہ ثواب ہے۔'' (جامع صغیر ج ۲ ص ۴۷)

یہ مسئلہ و حدیث پاک دعوت اسلامی کے لئے خصوصاً قابل توجہ اور لائق اصلاح ہے۔

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ (القدر)

شب قدر کے فیوض و برکات

اردو ترجمہ

شرح الصدر بذکر لیلۃ القدر

(شب قدر کی مختصر، جامع اور منفرد تفسیر)

مؤلف

امام ولی الدین احمد بن عبدالرحیم العراقی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ: تخریج: حواشی

علامہ محمد شہزاد مجددی

ناشر: دارالاخلاص گلی نمبر ۱۹۔ ۴۹ ریلوے روڈ لاہور

مجلس تحریر: ڈاکٹر معین نظامی، جناب احمد جاوید، جناب بشیر حسین ناظم، ڈاکٹر سید قمر علی زیدی، ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمن، حافظ محمد سعد اللہ۔

مجلس مشاورت: ڈاکٹر سید قمر علی زیدی، حافظ محمد سعد اللہ، پیرزادہ اقبال احمد فاروقی۔

قانونی مشیر: ڈاکٹر محی الدین قاضی (ایڈووکیٹ سپریم کورٹ)، عزیز احمد ملک (ایڈووکیٹ)

قیمت فی شمارہ: Rs.25/- سالانہ رکنیت فیس: Rs.250/- خصوصی چندہ: Rs.500/-

بیرون ملک قارئین کے لیے سالانہ رکنیت فیس USD15 , GBP10 , UAE Dirham 60

دار الاخلاص، گلی نمبر 19، 49- ریلوے روڈ، نزد برف خانہ چوک، لاہور۔
E-mail: msmujaddidi@hotmail.com

منقبت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

اللہ کے ولیوں کے مددگار علی ہیں
مولائے جہاں خلق کے سردار علی ہیں

سرتاج ہیں زہرا کے تو حسنین کے بابا
عم زاد نبی، حیدر کرار علی ہیں

وہ شیر خدا وارث فیضان رسالت
اوصاف کریمانہ میں شہکار علی ہیں

ایمان ہو، عرفاں ہو شریعت کہ طریقت
ہر قافلۂ شوق کے سالار علی ہیں

حجرے میں نظر آتے ہیں وہ فقر کا پیکر
میدان میں اللہ کی تلوار علی ہیں

لرزہ سا ہے اک لشکر کفار پہ طاری
باطل سے ہوئے برسر پیکار علی ہیں

صدیق و عمر حضرت عثمان کے ہمدم
یاران شہ دین کے دلدار علی ہیں

رفتار میں گفتار میں انداز میں یکتا
اللہ رے کیا صاحب کردار علی ہیں

تفسیر ہے الحمد کی اونٹوں کو جو بھر دیں
اللہ کے وہ محرم اسرار علی ہیں

دانائے زمن، عقدہ کشا، شاہ ولایت
ہاں حکمت و عرفان کا مینار علی ہیں

ہے روئے علی دیکھنا شہزاد عبادت
مولود حرم، پیکر انوار علی ہیں

نگارش: محمد شہزاد مجددی

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حضور سیدنا عبداللہ بن مبارک کا نذرانۂ عقیدت

لقد زان البلاد ومن علیها　　امام المسلمین ابو حنیفه

شہروں اور ان میں بسنے والوں کو مسلمانوں کے امام ابوحنیفہ نے زینت بخشی ہے۔

بآثار و فقه مع حدیث　　کآیات الزّبور علیٰ صحیفه

آثار، احکام اور حدیث کے ذریعہ جیسا کہ زبور کی آیتیں صحیفہ پر،

نهمت مقالکم فاجبت عنه　　جوابا فی مدیح أبی حنیفه

میں نے تمھاری بری و برائیاں سنیں، سو ان کا جواب مدح ابوحنیفہ کی صورت میں دے رہا ہوں۔

لأنّ أبا حنیفة کان برّا　　تقیا عابدا لا مثل جیفه

کیونکہ امام ابوحنیفہ نیک، متقی اور عبادت گزار تھے (تمھاری طرح) مردار نہ تھے۔

فما فی المشرقین له نظیرٌ　　ولا فی المغربین ولا بکوفه

نہ دونوں مشرقوں میں ان کی نظیر ہے اور نہ دونوں مغربوں میں اور نہ ہی کوفہ میں کوئی ان جیسا ہے۔

یعف عن المحارم والملاهی　　ومرضاة الاله له وظیفه

وہ حرام اور لغویات سے گریز کرنے والے ہیں، اور رضائے الٰہی کا حصول ہی ان کا وظیفہ ہے۔

و کیف یحلّ أن تؤذی فقیها　　له فی الدین آثار شریفه

اور ایسے بلند پایہ فقیہ کو ایذا پہنچانا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ جس کی عمدہ نشانیاں دین میں موجود ہوں۔

وقد قال ابن ادریس مقالا　　صحیح النقل فی حکم لطیفه

ادریس کے صاحبزادے امام شافعی نے وہ پاکیزہ، حکمت بھری بات کہی ہے جس کی نقل صحیح ہے۔

بانّ النّاس فی فقه عیال　　علی فقه الامام أبی حنیفه

کہ فقہ میں لوگ ابوحنیفہ کی فقہ کے محتاج ہیں۔

فلعنة ربّنا اعداد رمل　　علی من ردّ قول أبی حنیفه

ہمارے رب کی لعنت ہو ریت کے ذرّوں کی تعداد میں اس پر جو ابوحنیفہ کے قول کو رد کرے۔

(دیوان عبداللہ بن المبارک، ص ۵۱۔۵۲، منصورہ، مصر)